

## Neelum Aapa

[اُڑا سا گھونگھٹ نکالے، ماتھے پہ ٹیکا لگائے، ہاتھوں پر مہندی سجائے۔ وہ حسینہ اس کے ساتھ بیٹھی ہی اور وہ خود کو ہواؤں میں اڑتا محسوس کر رہا تھا۔ خوشی سے مسکراتا وہ ماضی میں گھوم گیا۔ نیلم ادھر اُڑ۔ تائی اماں نے اسے بلایا اور وہ بوتل کے جن کی طرح حاضر۔ نیلم اُپا اس گھر کی جگہ اُپا تھی۔ ایک کنال کے اس بڑے سے گھر میں تین بھائی رہائش پذیر تھے۔ بڑے بھائی کے دو بچے تھے بازل اور شامل۔ دوسرے بھائی کے تین بچے تھے۔ نیلم، عامر اور عادل۔ تیسرے بھائی کے بھی دو ہی بیٹے تھے ہاشم اور حاتم۔ اب اتفاق سے نیلم اس گھر کی واحد لڑکی تھی اور ان سب لڑکوں میں سب سے بڑی بھی۔ بازل اس سے صرف دودن چھوٹا تھا اور ہاشم آٹھ ماہ چھوٹا۔ باقی سب لڑکے نیلم سے چار پانچ سال چھوٹے تھے۔ نیلم سارے بچپن سے ہی اسے نیلم آیا بولتے بولتے سب کے منہ پہ نیلم اُپابی چڑھ گیا تھا۔ نیلم کو بھی اس نام کا ایسا اثر آیا تھا کہ اُپا کا کردار نبھا رہی تھی۔ بارہ تیرہ سالہ نیلم ہر کام میں طاق تھی۔ سارا دن کام کر کے گھر چکر بنی ہوتی بھی تاپا کے گھر سے نیلم کی پکار ہوتی تو بھی چچا کے گھر سے گھر کی واحد لڑکی نے بہت احسن طریقے سے سب ذمہ داری اٹھائی ہوئی تھی۔ بازل اور ہاشم ساتھ ساتھ ہی رہتے۔ بازل کی تو نیلم سے ہر وقت نوک جھوک چلتی وہ تو جان کر اسے اُپا اُپا کہتا اور وہ چڑ جاتی۔ وقت گزرتا رہا وہ کالج آئی اور پھر یونیورسٹی۔ بازل، نیلم اور ہاشم یونیورسٹی میں بھی اکٹھے پڑھے پس ڈیپارٹمنٹ الگ تھے۔ یونیورسٹی سے ہوسٹل جاتے اکثر نیلم اور ہاشم کی ملاقات ہوتی۔۔۔ نہ جانے کب انکھوں کا زاویہ بدلا وہ نیلم اُپا سے نیلم جی ہو گئی۔ دل کا حال بدلتا ہے تو آنکھوں سے بھی دکھتا ہے۔ وہ نیلم جی کہنے لگا تو اسے عجیب سا لگا تھا وہ اس کی کلاس لینے لگی۔ تین انچ چھوٹا قد ہے اب کا مجھ سے اب۔۔۔ یونیورسٹی میں آپ کی دوستوں کے سامنے آپ کو اُپا بولنا اچھا لگے گا؟ اتنی سمجھیں گی وہ آپ کو ”اس نے دلیل دی تو وہ سمجھ گئی۔ واقعی سب کے سامنے کہتا تو کتنی سبکی ہوتی۔ کتنا مذاق اڑائیں گی لڑکیاں۔ یونیورسٹی کے دن بھی پر لگا کر اڑ گئے تھے۔ ہاشم تو اپنے دل کی بات بول ہی نہ پایا تھا۔ یونیورسٹی کے بعد جیسے ہی بازل کی جابلگی تائی اماں کو فوراً نیلم کے رشتے کا خیال آیا۔ بازل کے بارے میں تو وہ کب سے سوچے بیٹھی تھیں مگر بازل سے بات کی تو وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔ پورے زمانے میں اُپا ہی رہ گئی ہے شادی کرنے کے لیے؟ وہ جھلایا تھا۔ سمجھ میں نہیں آیا عذر کیا پیش کرے۔ ارے دو دن کا فرق بھی کوئی فرق ہے؟ دو دن پہلے پیدا ہو گئی تو کیا کریں؟ اتنی اچھی لڑکی بابر کیوں دیں تاپا اُپا بھی مصر تھے۔ سارا گھر اکیلے ہی دیکھتی تھی۔ بھلا اپنی بچی سے اچھی کون لگتی۔ گھر کی لڑکی کو گھر میں رکھنے کے لیے مجھے قربانی کا بکرا بنائیں گے۔“ نہیں پسند تو بول دو کہ کوئی اور لڑکی دیکھیں۔ تائی اماں خفاہ تھیں۔ گھر کی لڑکی کی بے عزتی منظور نہ تھی۔ شادی کر لی۔ وہ جھجکا۔ نہیں۔۔۔ لوگ کیا کہیں گے؟ دو دن بڑی لڑکی سے شادی کر لی۔ وہ جھجکا۔ نہیں۔۔۔ بھارے میں گئے لوگ۔ پاگل ہوا ہے کیا؟ تائی اماں کو غصہ آ گیا۔ اماں نہیں ہوگا مجھ سے، سب باتیں کر یں گے۔ وہ اُپا نے اُپا ہی رہے گی۔ ابھی بھی کہہ رہی ہوں مان جا۔ کوئی اُپا نہیں ہے تو نے ہی اس بچی کو بول بول کر اُپا بنادیا ہے۔ اگر انکار ہے تو بابر دیکھیں گے۔“ بازل چاہتے ہوئے بھی ہاں نہ کر سکا۔ نیلم کے رشتے کی بات اُڑتی ہوئی ہاشم تک پہنچی تو وہ بھی میدان میں اُتر آیا۔ اُپا مجھے نیلم جی سے شادی کرنی ہے۔ وہ سینہ تانے کھڑا تھا بے خوف۔۔۔ چٹا خ..... ایک زور دار تھپڑ اس کے منہ پہ پڑا تھا۔ شرم نہیں آتی تجھے آٹھ ماہ بڑی ہے تجھ سے۔ اُپا ہے اُپا۔ حیانہ اُئی ایسی بات کہتے۔ ابا اگر جے۔ نہیں ہے کوئی اُپا واپا۔ مجھے بس اس سے شادی کرنی ہے۔ وہ بھی ضد پر اڑ گیا۔ دماغ تو نہیں خراب تیرا؟ مار کھا کر بھی کہہ رہا ہے ادھر شادی کروں گا۔ ناک کٹوائے گا برادری میں لوگ کیا کہیں گے؟ اتنی بڑی لڑکی سے بیاہ دیا۔ ابا سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ ہمارے نبی نے بھی تو کی تھی بڑی عورت سے شادی کوئی گناہ تھوڑی ہے۔ اس نے دلیل دی۔ دین کو درمیان میں نہ لاتا۔ ابا جی نے حکم دیا پر میں بھی میں تھا بولا کیوں نہ لاؤں شادی کروں گا تو صرف نیلم جی سے۔۔۔ بیشک مار دیں یں گھر سے نکال دیں میرا فیصلہ اٹل ہے۔ دو دن سے گھر کا ماحول کھچا کھچ تھا۔ ہاشم نے دودن تک بھوک بڑتال کیے رکھی۔ یہ اور بات کہ اس کے چھوٹے کزن کونوں کھدروں سے اسے کچھ نہ کچھ پکڑا جاتے کبھی ٹافی، کبھی چیپس، کبھی جوس کا ڈبا تو کبھی کیک۔ بس کھانے کو ہاتھ نہ لگایا تھا۔ بالآخر بڑوں کو بار مانی پڑی تھی نیلم خود لگ پریشان تھی۔ اس نے بھی ہاشم کو اس نظر سے نہ دیکھا تھا مگر اب دیکھ لینے میں کوئی حرج بھی نہ تھا۔ جب لڑکی کی کہیں بات پکی ہو جائے تو ذہن بناتے دیر بھی نہیں لگتی۔ اس نے بھی بڑوں کے فیصلے پر سر جھکا دیا تھا۔ نیلم دلہن بنی شرمائی سی ہاشم کے پہلو میں بیٹھی تھی اس پر روپ بھی ٹوٹ کر آیا تھا۔ وہ تو ہواؤں میں اُڑ رہا تھا۔ بازل نے بھیگی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھا۔ وہ اسی سوچ میں پڑا ہالوک کیا کہیں گے اور ہاشم نے لوگوں کی پروانہ کی اور اپنی محبت جیت لی۔ اس کی کمزور محبت نیلم کے دل کا دروازہ پار نہ کر سکی تھی بس دبلیز پر ہی سسک سسک کر مر گئی تھی۔ اس نے آنسو پونچھے اور ہاشم نے چمکتی ہیرے کی انگوتھی نیلم کے نازک حنائی ہاتھ میں پہنا دی وہ دونوں ہی مسکرا اٹھے تھے۔“]